حرمِ مدینہ کے شرعی احکام اور مدینہ منورہ میں توسیع کی شرعی حیثیت

ڈاکٹر حافظ عثمان احمد☆

The Muslims believes Madina as a sacred city as the Quran and Hadith had declared it. Shariah commandments regarding sanctity of Madina and its legal implications are one of the core subjects of Islamic scholars since beginning.The Islamic term of "Haram" has some legal impact on different juristic decrees that have been discussed in the article. The article responds to the issues like admissibility or inadmissibility of disbelievers to enter into Madina ,The legal status of the property in Madina and legality of renting out the houses in Madina, Legitimacy of hunting in Madina ,permission or prohibition of bringing out the soil or stones of Madina from its boundaries, legal significance of the plants, grasses and bushes & their juristic position, The formal difference between Madina and Makkah in perspective of being Haram. In the end, the article contains the discussion on legality of expansion in Madina and its limits.

اللہ تعالیٰ نے بعض اماکن کو دوسرے اماکن پر فضیلت عطا کی اور ان کو شرف وعزت کے ایسے مظاہر بخشے کہ انسانوں کے انبوہ کے انبوہ زیارت و دید کے لیے ان کی طرف لپکنے لگنے۔ اللہ کی جانب سے جن بلاد و مقامات کو مقبولیت دی جاتی ہے سلیم الفطرت لوگوں کا رجوع خود بخود ان کی طرف ہو جاتا ہے۔ مکہ کے بارے دعائے ابرھیمی **فاجعل افئدة من الناس تهوى اليهم** (۱)(لوگوں کے دلوں کو ان کا گرویدہ کردے) کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے مکہ کو بھی ایسا شرف وفضل بخشا کہ **ياتين من كل فج عميق** (۲)(وہ آتے ہیں دور دراز کی مسافتوں سے) کے مناظر اس دعا کی قبولیت کا یقین دلاتے ہیں۔ اس کائنات ارضی پر انسانیت کی آبادی کے فوراً بعد اللہ کے گھر کی تعمیر کے لیے جس شہر کا انتخاب ہوا وہ مکہ ہی ہے قرآن کا ارشاد ہے۔ **ان اول بيت وضع للناس للذى ببكة مباركا و هدى للعالمين** (۳)(لوگوں کے لیے جو پہلا گھر تعمیر کیا گیا وہ وہی ہے جو مکہ میں ہے۔ برکتوں کا حامل اور جہانوں کے لیے ہدایت کا منبع ہے)۔ بیت اللہ کے باعث شہرِ مکہ کو حرم ہونے کا مقامِ رفیع حاصل ہوا۔

لفظِ حرم کی لغوی ولسانی معنویت دو پہلوؤں کی حامل ہے۔ لسان العرب کی روشنی میں اس کا ایک معنیٰ ''ممانعت و امتناع'' ہے۔ جب کہ اس کی دوسری اصل ''احترام'' ہے۔(۴) ان دونوں معنوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ ادنیٰ تامل سے یہ بات واضح ہو جاتی کہ کسی چیز کی ممانعت کی دو وجوہات ہوتی ہیں یا تو نجاست وضرر کے باعث کسی چیز کو حرام ٹھہرایا جاتا ہے یا پھر شرف وفضل کے باعث کسی چیز سے روکا جاتا ہے۔ حرم کو حرم کہنا بھی اس

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ علومِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کے شرف وفضل کے باعث ہے اور اس میں بہت سے کاموں کو روک دینا اور زائرین پر پابندیاں عائد کرنا بھی اس کے احترام کے باعث ہے۔

قرآن مجید میں مکہ کے بارے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اولم یروا انا جعلنا حرما آمنا ویتخطف الناس من حولهم (۵) (کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم کو جائے امن بنایا حالانکہ اس کے اردگرد کے علاقوں میں لوگوں کو اچک لیا جاتا ہے)

اصطلاحاً حرم سے مراد وہ علاقہ جس کا احترام شرعاً واجب ہو، اس میں کسی بھی طرح کی زیادتی کرنا روا نہ ہو، اور جس کی جغرافیائی حدود کی تعیین نصوص شرعیہ میں کی گئی ہو۔ اللہ اور اس کے رسول نے اس کے احکامات کو دیگر اماکن سے جدا گانہ رکھا ہو۔ اس اصطلاح کے مطابق صرف دو بلاد ہی ہیں شرعاً حرم ہیں۔ ایک مکۃ المکرّمہ اور دوسرا مدینۃ المنورۃ (۶)

ا۔ مدینہ منورہ کے حرم ہونے کے دلایل حدیث

مکہ مکرمہ کو اللہ تعالیٰ نے روزِ ازل سے شرف وفضل بخشا۔ حضرت ابراھیمؑ کی دعا سے یہ حرم بنا دیا گیا۔ قرآن مجید میں متعدد نصوص مکہ کے حرم ہونے کی اولیت پر دلالت کرتی ہیں۔ ہجرت کے بعد جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے تو یثرب کہلانے والا شہر مدینۃ النبی بن گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک وجود و قیام سے شہرِ مدینہ کو تقدس و اہمیت حاصل ہوئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کو اپنا وطن بنایا اور اس کو ''حرم'' قرار دیا۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ حرم قرار دینے کا حق صرف شارع کو ہے۔ کوئی غیر نبی کسی بھی علاقے کو حرم قرار دینے کا مجاز نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعدد فرامین اس پر دال ہیں کہ مدینہ منورہ حرم ہونے کی حیثیت سے مکہ مکرمہ کے ہم پلہ ہے۔ چند احادیث بطور دلیل نقل کی جاتی ہیں۔

حدیث اول:

حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان ابراهيم حرم مكة و دعا لها ، وحرمت المدينة كما حرم ابراهيم مكة ، ودعوت لها في مدها و صاعها مثل ما دعا ابراهيم لمكة (۷)

بے شک ابراھیمؑ نے مکہ کو حرم قرار دیا تھا اور اس لے لیے دعا فرمائی تھی، میں مدینہ کو اسی طرح حرم قرار دیتا ہوں جیسے ابراھیمؑ نے مکہ کو قرار دیا۔ میں بھی اس کے لیے دعا کرتا ہوں جس طرح ابراھیمؑ نے مکہ کے لیے دعا کی کہ (اے اللہ) اس (مدینہ) کے مُد اور صاع میں برکت ڈال۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حدیث دوم:

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوطلحہؓ سے فرمایا:

اللھم انی احرم ما بین جبلیھا مثل ما حرم بہ ابراھیم مکۃ ، اللھم بارك لھم فی مدھم و صاعھم (۸)

اے اللہ میں دو پہاڑوں کے مابین اس جگہ کو حرام قرار دیتا ہوں جس طرح ابراھیمؑ نے مکہ کو قرار دیا تھا، اے اللہ ان کے مد اور صاع میں برکتیں عطا فرما۔

حدیث سوم:

حضرت عاصمؒ نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کو حرم قرار دیا تھا۔ انہوں فرمایا کہ ہاں، جو کچھ بھی فلاں جگہ سے فلاں جگہ کے درمیان ہے (وہ حرم ہے) پس کوئی اس میں سے کوئی درخت نہ کاٹے۔ جو مدینہ منورہ میں بدعت کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب انسانوں کی لعنت ہو۔(۹)

حدیث چہارم:

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا:

انی حرمت ما بین لابتی المدینۃ کما حرم ابراھیم مکۃ (۱۰)

میں دو پتھریلے علاقوں کے درمیان سرزمین مدینہ کو حرم قرار دیتا ہوں جیسا کہ ابراھیمؑ نے مکہ کو حرم قرار دیا۔

حدیث پنجم:

سھل بن حنیفؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے مدینہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: **انھا حرم آمن** (۱۱) (بے شک یہ امن والا حرم ہے)

درج بالا احادیث مدینہ منورہ کو حرم مکی کے مشابہ حرم قرار دینے پر واضح دلالت کرتی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کو حرم قرار دیتے ہوئے اسلوب بیان یہ اختیار فرمایا کہ ''ابرھیمؑ کی مثل مکہ کی طرح مدینہ کو حرم قرار دیتا ہوں'' تا کہ یہ واضح ہو کہ مدینہ کا حرم ہونا تقدس و برکت میں ثانوی نہیں بلکہ مساوی ہے۔ مدینہ کو حرم قرار دینے والی احادیث صحیحہ اگرچہ بالانفراد خبر واحد ہیں لیکن ان کی کثرت وشہرت متواتر سے کم نہیں ہے اور صحابہؓ کا اجماع بھی مدینہ کے حرم ہونے پر دلیل ہے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۲۔حرمِ مدینہ کی حدود۔احادیث کی روشنی میں

مدینہ منورہ کا وہ علاقہ جو شرعاً حرم قرار پایا، کی حدود بھی احادیثِ نبویہ میں بیان ہوئی ہیں۔ذیل میں وہ احادیث نقل کی جاتی ہیں جن سے حدودِ حرمِ مدینہ کی تعیین ہوتی ہے۔

حدیث اول:

حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:المدینة حرم ما بین عیر الیٰ ثور (۱۲)۔مدینہ منورہ جبلِ عیر سے جبلِ ثور تک حرم ہے۔

حدیث دوم:

حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو پتھریلے علاقوں کے مابین واقع سرزمین کو حرم قرار دیا۔حضرت ابوھریرۃؓ فرماتے تھے کہ اگر میں اس علاقہ ہرن کو چرتے دیکھوں تو ہرگز اس کو شکار نہ کروں کیونکہ مدینہ کے گرد چاروں طرف بارہ میل کا علاقہ حرم ہے۔(۱۳)

حدیث سوم:

عامر بن سعد کہتے ہیں کہ حضرت سعد وادیٔ عقیق کی طرف سوار آرہے تھے کہ ایک غلام کو درخت کاٹتے دیکھا، آپ نے جو کچھ اس کے پاس تھا، چھین لیا۔جب حضرت سعدؓ واپس لوٹے تو اس شخص کے آقا نے آپ سے آکر کہا کہ ہمارے غلام سے چھینا ہوا مال واپس کردیں تو انہوں نے کہا کہ جو چیز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم پر جائز کی ہے وہ کیسے واپس کرسکتا ہوں۔چنانچہ انہوں نے اس شخص کی اشیاء واپس کرنے سے انکار کر دیا۔(۱۴)

حدیث چہارم:

حضرت ابو ہریرۃؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دو پتھریلے علاقوں کے درمیان والی سرزمین میرے فرمان کے مطابق حرم ہے۔پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو حارثہ کے محلّہ میں جو حارۃ شرقیہ میں تھا تشریف لائے اوران سے فرمایا مجھے لگتا کہ تم حدودِ حرم سے باہر ہو۔پھر از راہ التفات فرمایا۔نہیں بلکہ تم حدودِ حرم کے اندر ہو(۱۵)

درج بالا احادیث کی روشنی میں حدودِ حرمِ مدینہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

الف۔حدودِ حرم جنوب میں جبل عیر ہے۔یہ مدینہ منورہ کے حجاج کے لیے میقات ہے۔اسے آج کل بیرٔ علی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔عیر کے معنی جنگلی اونٹ یا گدھے کے ہیں۔چونکہ عیر پہاڑ کی شکل گدھے کی پیٹھ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کی طرح ہموار اور اگلے سرے سے گدھے کے سر کی طرح اٹھی ہوئی ہے شاید اس مناسبت کی وجہ سے اس کو عیر کہا جانے لگا۔ اس پہاڑ کی مسافت مسجد نبوی سے پورے چھ میل بنتی ہے۔ اس کا رنگ سیاہی مائل ہے۔ یہ پہاڑ وادیٔ عقیق کا حصہ ہے۔(۱۶)

ب۔ جبل ثور مدینہ کے شمال میں ہے۔ یہ بیل کی کوہان نما خیمہ شکل کا سرخی مائل پہاڑ ہے۔ جبل احد اسی پہاڑ کا حصہ ہے۔ بلکہ ایک حدیث میں تو ثور کی بجائے **مابین عیر و اُحُد حرام** (جبل عیر سے جبل احد تک کا علاقہ حرم ہے) کے الفاظ آئے ہیں(۱۷)

ج۔ مشرق کی طرف سے حرہ شرقیہ اور مغرب کی طرف سے حرہ غربیہ حرم کی حد بندی کرتے ہیں۔ مسجدِ نبوی سے جبل عیر، جبل ثور، حرہ شرقیہ اور حرہ غربیہ کا فاصلہ چھ چھ میل ہے۔ جبل عیر سے جبل احد کا فاصلہ بارہ میل ہے۔(۱۸)

یہ بات ملحوظ رہنی چاہیے کہ حدیث میں بیان کردہ بارہ میل کا فاصلہ عہدِ نبوی کی مسجد نبوی کو مرکز مان کر ناپا جائے گا نہ کہ آج کی مسجد نبوی کو۔

۳۔ حرمِ مدینہ کے شرعی احکام

حرم ہونے کی حیثیت سے مدینہ منورہ کے شرعی احکام کیا ہیں ان پر درج ذیل سطور میں بحث کی جایے گی۔

ا۔ مدینہ میں اہل کفر کے داخلے کے شرعی احکام

مدینہ میں اہل کفر کے داخلے کی ممانعت یا جواز کے حکم کو متعین کرنے کے لیے حرمِ مکہ میں اہلِ کفر کے داخلے سے متعلق فقہاء کے مواقف کو ہی بنیاد بنایا جا سکتا۔ اس لیے پہلے ان مواقف کو مع ادلہ پیش کیا جائے گا۔ پھر ان سب مواقف کے دلایل کا تجزیہ ومحاکمہ کر کے راجح موقف کے مطابق مدینہ میں اہل کفر کے داخلے کا شرعی حکم متعین کیا جائے گا۔ اس میں تو کسی کا اختلاف نہیں کہ اہلِ کفر کو حرم میں مستقل سکونت و قیام کی اجازت نہیں دی جائے گی(۱۹)۔ بنیادی اختلاف اس میں ہے کچھ وقت کے لیے حرم میں داخلے کا جواز ہے یا نہیں؟

موقف اول:

حنفیہ کے نزدیک کسی بھی ذمی کو حرم میں داخلے سے نہیں روکا جائے گا۔ اسی طرح نہ تو کسی کافر کا مسجد حرام میں داخلہ منع ہے اور نہ کسی اور مسجد میں۔ کسی کافر کے حرم یا مساجد میں داخلے کو کسی مسلمان کی طرف سے اجازت یا امان کے ساتھ مشروط نہیں کیا جائے گا۔(۲۰) اہل کفر کو مطلقاً حرم و مساجد میں داخلے کی اجازت ہے اور یہ کسی ضرورت کے تحت ہونا بھی ضروری نہیں۔ بلا حاجت بھی کافر داخل ہو سکتا(۲۱)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حنفیہ کے استدلالات: (الف) قرآن مجید کی جس نص سے اہل کفر کے حرم میں دخول کی ممانعت پر استدلال کیا جاتا ہے وہ سورہ توبہ کی آیت انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام (۲۲) (بے شک مشرکین ناپاک ہیں پس یہ مسجد حرام کے قریب بھی نہ جائیں) ہے۔ اس آیت میں یہود و نصاریٰ کے داخلہ کی ممانعت کا کوئی ذکر نہیں۔ اس لیے یہ ممانعت صرف ان مشرکین تک محدود تھی جن کے لیے اسلام قبول کرنے یا پھر مارے جانے کے علاوہ کوئی تیسری صورت نہ تھی۔ دوسری توجیہ اس آیت کی یہ ہے کہ مشرکین کو مکہ میں داخلے کی ممانعت کا تعلق صرف حج وعمرہ سے تھا نہ کہ مطلقاً دخول کی۔ کیونکہ آیت کا سیاق بیان اسی پر دلالت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وان خفتم عیلۃ" (۲۳) (اگر تمہیں تنگ دستی کا خوف ہو تو)۔ یہ دلیل ہے کہ ممانعت حج کے مواسم سے متعلق تھی۔ کیونکہ تجارتی و کاروباری سرگرمیاں حج کے ایام میں ہی کثرت سے ہوتی تھیں (۲۴)

(ب) متعدد آثار و روایات اس پر دلالت کرتی ہیں۔ سعید بن ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوھریرہؓ کو فرماتے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھڑسواروں کا دستہ نجد کی جانب بھیجا وہ بنوحنیفہ کے ایک شخص ثمامہ بن اثال کو پکڑ کر لائے۔ انہیں مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ گیا۔ پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ثمامہ کو آزاد کردو۔ انہیں چھوڑ دیا گیا۔ وہ نکلے اور مسجد کے قریب ہی ایک کھجور کی آڑ میں غسل کیا اور مسجد میں حاضر ہوئے اور کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ" (۲۵)۔ یہ روایت کافر کو مسجد نبوی میں صحابہؓ کے خود لے جانے پر دلالت کرتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ نجاست کفر سے مراد نجاست باطنی ہے نہ نجاست بدنی۔ اسی طرح جب بنوثقیف کا وفد آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے خیمہ مسجد نبوی میں لگانے کا حکم فرمایا۔ صحابہ کی طرف سے کہا گیا کہ وہ نجس لوگ ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لیس علی الارض من انجاس الناس شیء (۲۶) (زمین پر لوگوں کی نجاست کا ذرہ برابر بھی اثر نہیں ہونے لگا)۔ حضرت ابوسفیان جب معاہدہ صلح حدیبیہ کے نقض کے بعد اس کی تجدید کی کوشش کے لیے مدینہ آئے تو انہوں نے اس ڈر سے کہ کہیں تجدید سے قبل انہیں قتل نہ کر دیا جائے مسجد نبوی میں پناہ لی۔ (۲۷) اس سے یہ بھی معلوم ہوتا کہ کافر حربی بھی اگر حرم میں داخل ہو کر پناہ لے لے تو اسے نہ گرفتار کیا جائے گا، نہ ہی قتل۔ (۲۸)

موقف دوم:

یہ موقف جمیع شافعیہ و حنابلہ اور بعض مالکیہ کا ہے کہ جو بھی غیر مسلم ہے چاہے وہ ذمی ہے، معاہد ہے اسے حرم میں کسی صورت داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ کسی غیر مسلم کو قیام کی کی غرض سے حرم میں

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

داخل ہونے کی اجازت دینا تو دور کی بات ہے، حرم سے محض گزرنے کی بھی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اگر کوئی غیر مسلم بغیر اجازت حرم میں داخل ہو تو اس کو تعزیراً سزا دی جایے گی۔ اگر اجازت سے داخل ہو تو اسے سزا نہیں دی جائے گی البتہ غیر مسلم کو داخلے کی اجازت دینا نا جائز ہے۔ اگر غیر مسلم تاجر بھی آئے تو اس سے خریدنے والا حرم سے باہر آ کر خریدے اسے داخل نہ ہونے دیا جایے۔ اسی طرح کسی غیر مسلم طبیب اور مستری کو بھی حرم میں داخل نہ کیا جایے۔ اگر کسی حکمران کا غیر مسلم قاصد آیے تو اسے بھی حرم میں نہ داخل ہونے دیا جایے۔ (۲۹)

موقف دوم کے دلایل:

(الف) قرآن کا ارشاد ہے **لا یقربوا المسجد الحرام** ہے۔ یہاں مسجد حرام سے مراد حرم ہے۔ اس حکم کی علت **انما المشرکون نجس** ہے۔ نجاستِ کفر میں یہود، نصاریٰ اور مجوس، تمام اہل کفر چاہے وہ معاہد ہوں یا ذمی مشرکین کے ساتھ شریک ہیں۔ جب علت میں اشتراک ہے تو حکم میں اشتراک ہے اس لیے ان کا حرم میں آنا منع ہے۔

(ب) آثار و روایات بھی اہل کفر کے مطلق ممانعت پر دلالت کرتے ہیں۔ امام شافعی اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **لا یجتمع مسلم و مشرك فی الحرم** (۳۰) (مسلم اور مشرک حرم میں جمع نہیں ہو سکتے)۔ ابن عباسؓ کا قول ہے کہ **لا یدخل مكة الا محرما، والكافر لا یمكن احرامه، فامتنع دخوله** (۳۱) (مکہ میں صرف حالت احرام میں داخل ہونے کی اجازت ہے اور کافر کا محرم ہونا ممکن نہیں اس لیے اس کا داخل ہونا ممنوع ہے)

درج بالا دونوں موقف اور ان کے دلایل ذکر کرنے کے بعد حرم مدینہ میں کفار کے داخلے کے بارے میں علماء کے مواقف پیش کیے جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں پہلا موقف جمہور علماء کا ہے کہ کافر کو مدینہ میں صرف متوطن ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی البتہ اس کو مصالح کی غرض سے دخول کی اجازت ہے۔ (۳۲)۔ دوسرا موقف کفار کے مدینہ میں داخل ہونے کی ممانعت کا ہے جو قلیل گروہ کا ہے۔ صاحب مرعاۃ المفاتیح لکھتے ہیں:

قلنا دخول كفار الانس المدينة ممنوع (۳۳)

تجزیہ و محاکمہ:

ا۔ فقہاء کا حرم مکی و مدنی میں ایسا فرق کرنا کہ عملاً حرم مدینہ کا حرم ہونا صرف لفظ کی حد تک ہو درست معلوم نہیں ہوتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف امن کی حد تک مدینہ کو حرم نہیں قرار دیا بلکہ مدینہ کو حرم قرار دیتے ہوئے مکہ کی مثل حرم کہا۔ اس لیے مدینہ کے احکامات کی تعیین کے لئے مکہ کو نظیر بنانا چاہیے البتہ اگر دلایل شرعیہ کچھ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

معاملات میں اس کی تفریق پر دلالت کریں تو ان مسایل میں مکہ و مدینہ میں فرق کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

۲۔ فقہاءِ حنفیہ کا علی الاطلاق حرم میں اہل کفر کے داخلے کے جواز کا قایل ہونا راجح معلوم نہیں ہوتا۔ ان کی پہلی دلیل کہ آیت میں یہود و نصاریٰ کا ذکر نہیں اس لیے یہ آیت ان کے داخلے کی ممانعت پر دال نہیں، درست نہیں۔ اولاً اس لیے کہ وہاں یہود و نصاریٰ آباد نہیں تھے اور نہ ہی ان کو نکالنے کا مسئلہ تھا۔ اس لیے آیت نے انہی اہل کفر کو نکالنے اور منع کرنے کا کہا جو وہاں آباد و متوطن تھے۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ مسئلہ تو مشرکین کو نکالنے کا ہو اور نام یہود و نصاریٰ کا لیا جائے۔ ثانیاً ممانعت کی علت بھی بیان کر دی جو نجاست کفر و شرک ہے۔ فرع میں علت کی بنیاد پر اصل کا حکم جاری کرنا جو قیاس کہلاتا ہے، حنفیہ کا ایسا مسلمہ اصول ہے جس کے کثرت استعمال کی وجہ سے تو وہ اہل الرائے کہلائے لیکن ان کا اس مسئلہ میں اس اصل کو ترک کر دینا بلا وجہ ہے جس کا کوئی شرعی مانع موجود نہیں۔ اور یہاں تو قیاس کی بجائے علت کے آیت میں ظاہر ہونے کی وجہ سے دلالت النص ہے کہ یہود و نصاریٰ کو اس میں شامل سمجھا جائے۔ ثالثاً ان کا یہ کہنا بھی کہ یہ ممانعت ایام حج سے منسلک ہے، درست معلوم نہیں ہوتا اس لیے کہ انما المشرکون نجس صرف حج کے دنوں کے لیے نہیں مانا جا سکتا کہ ایامِ حج میں انہیں نجس مانا جائے اور باقی دنوں میں انہیں نجس نہ قرار دیا جائے۔ یا حج کے دنوں میں ان کی نجاست بڑھ جائے اور باقی دنوں میں انہیں اس قابل بنا دے کہ وہ حرم میں آ جائیں۔ رابعاً ان کا یہ کہنا کہ یہاں نجاست باطنی مراد ہے، حقیقی نہیں درست نہیں۔ ہم کسی مسلمان کو حالتِ جنابت میں پاک نہیں مانتے تو جس کافر کے ہاں شرعاً پاک ہونے کا کوئی تصور ہی موجود نہ ہو اس کو کیسے پاک مان لیا جائے؟ اسی طرح جن کفار کے ہاں پیشاب کا نجاست غلیظہ ہونے کا تصور ہی نہ ہو ان کے بارے کیسے مان لیا جائے کہ وہ پیشاب سے خود پاک رکھتے ہوں گے؟ خامساً ثمامہ بن اثال کے مسجد میں باندھے جانے یا حضرت ابوسفیان کے مسجد میں پناہ لینے سے استدلال بھی درست نہیں۔ کسی بھی عمل کے اصول بننے کے لیے ضروری ہے کہ وہ استثنائی و جزئی نہ ہو، حالت استقرار و تمکین کا عمل ہو نہ کہ اضطرار و فوری ضرورت کے تحت کیا جانے والا کام ہو، اس عمل کی کثرت، استمرار و دوام اس کے اصول قرار دیے جانے کی طرف دلالت کرتے ہوں۔ محض کسی واقعہ کا وقوع پذیر ہونا اس کا اصول نہیں بناتا۔ جس طرح ایک بدو کا مسجد میں پیشاب کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس کو کچھ کہنے سے منع کرنا اس عمل کو اصول نہیں بناتا کہ مسجد میں پیشاب کرنے والے کو سزا نہ دینا نبوی عمل ہے (۳۴)۔ اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرہ سال مکہ میں کعبہ میں بتوں کے ہوتے ہوئے طواف کیے لیکن شریعت کا اصول نہیں کہا جائے گا کہ بتوں کی موجودگی میں طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ سب احادیث محض وقتی ضرورت کے تحت پیش آنے والے افعال کو بیان کرتی ہیں نہ کہ اصول شریعت۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۳۔ مدینہ منورہ میں اہل کفر کے داخلے کے عدم جواز کے ایسے دلایل موجود ہیں جو اسے حرم مکی کے مماثل قرار دیتے ہیں اور مدینہ میں اہل کفر کے دخول کے عدم جواز پر دلالت کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں کی تین حدیثیں جو بالکل صریح ہیں، پیش کی جاتی ہیں۔

(الف) حضرت عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **لاخرجن الیھود و النصاریٰ من جزیرۃ العرب لا ادع فیھا الا مسلما** (۳۵) (اگر میں زندہ رہا تو ان شاءاللہ یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے ضرور بالضرور نکال باہر کروں گا اور یہاں مسلمانوں کے علاوہ کسی کو نہیں چھوڑوں گا)۔ یہ الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے آخری ایام کے ہیں۔

(ب) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **لا یبقین دینان فی جزیرۃ العرب** (۳۶) (جزیرہ العرب میں دو دین باقی نہیں رہیں گے)

(ج) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب و اجیزوا الوفود بنحو مما کنت اجیزھم** (۳۷) (مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دو مگر وفود کو آنے کی اجازت دو جیسا میں انکے وفود کو اجازت دیتا ہوں)۔

ان تینوں روایتوں میں جزیرۃ العرب سے اہل کفر کو نکالنے کا حکم ہے اور سب شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ جزیرۃ العرب سے مراد یہاں مکہ و مدینہ اور اس کے اردگرد کے علاقے ہیں جو حجاز کا حصہ ہیں (۳۸) اس لیے اصولاً شریعت کا حکم یہی ہے کہ مکہ و مدینہ میں اہل کفر کا داخلہ ممنوع ہے۔ باقی ایسی صورت حال کہ جس میں مسلمان کسی اضطراری حالت میں ہوں اور غیر مسلمیں سے خدمت لینے کی ضرورت پیش آئے تو اہل علم سے رجوع کرنے بعد اور شرعاً اس اضطرار کا جائزہ لینے کے بعد کوئی استثنائی فیصلہ دیا جا سکتا ہے۔

۲۔ مدینہ کے مکانات کی بیع اور کرایہ پر دینے کی شرعی حیثیت

مدینہ منورہ کے مکانات کی بیع و کرایہ داری کے بارے میں شرعی حکم جاننے کا دارومدار بھی اس مسئلہ کے بارے میں حرم مکہ کا حکم جاننے پر موقوف ہے۔ اس لیے پہلے ذیل کی سطور میں حرم مکہ کے تناظر میں اس پر گفتگو کی جائے گی اور اس کی روشنی میں مدینہ منورہ کے مکانات کا حکم متعین کیا جائے گا۔ حرم مکہ کے مکانات کی بیع و کرایہ داری سے متعلق فقہاء کرام کے دو مذاہب ہیں۔

مذہب اول اور اس کے دلایل:

یہ مذہب حنفیہ، حنابلہ اور قول مشہور کے مطابق امام مالکؒ کا ہے۔ اس کے مطابق حرم میں مکانات اور جائیداد کی فروخت یا اسے کرایے پر دینا ناجائز ہے۔ اگر کسی نے ایسا معاملہ کیا تو اسے شرعاً باطل قرار دیا جائے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

گا۔(۳۹)اس کے دلایل درج ذیل ہیں۔

(الف)قرآن مجید کا ارشاد ہے: **والمسجد الحرام الذی جعلناہ للناس سواء العاکف فیہ والباد** (۴۰)(مسجد حرام جسے ہم نے لوگوں کے لیے بنایا ہے برابر ہے وہاں رہنے والا ہو یا باہر سے آیا ہو)مسجد حرام سے مراد حرم مکی ہے اور حرم مکی کو جعلناہ للناس یعنی لوگوں کے لیے بنایا گیا قرار دیا ہے۔جب یہ حرم للناس ہے تو یہ سب کے لیے ہے۔چنانچہ اس کی خرید وفروخت اور اجارہ درست نہیں۔

(ب)نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔ **ان مکۃ حرم حرمھا اللہ تعالیٰ، لایحل بیع رباعھا، ولا اجارۃ بیوتھا** (۴۱)(بے شک مکہ حرم ہے۔اللہ تعالیٰ اس کو محترم ٹھہرایا۔اس کی اراضی کی بیع حلال نہیں اور نہ ہی اس کے گھروں کا کرایہ لینا درست ہے)

(ج)نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: **مکۃ مُنَاخ لا تباع رباعھا ولا تواجر بیوتھا** (۴۲)(مکہ برکت والی سرزمین ہے یہ تو اس کی رہائش گاہیں بیچی جائیں اور نہ ہی اس کے گھر کرایے پر دیے جائیں)

(د)علقمہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنھما کے ایام میں مکہ کے گھروں کو "السوائب (آزاد) پکارا جاتا تھا۔جس کو حاجت ہوتی تھی رہائش اختیار کرتا اور جس کو حاجت نہ ہوتی تھی وہ کسی اور کو ٹھہرنے دیتا(۴۳)

مذہبِ دوم اور اس کے دلایل:

شافعیہ،ایک روایت کے مطابق امام مالک،امام احمد(غیر مشہور روایت)اور امام ابوحنیفہؒ کا موقف یہ ہے کہ حرم کے گھروں کی بیع وکرایہ داری جائز ہے کیونکہ یہ گھر اپنے مالکان کی ملکیت ہیں اور انہیں اپنی مملوکہ چیز میں تصرف کرنا ہر مالک کا شرعی حق ہے جس سے اس کو روکا نہیں جاسکتا۔(۴۴)اس کے موقف دلایل درج ذیل ہیں۔

(الف) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **للفقراء المھاجرین الذین اخرجوا من دیارھم** (۴۵)(مہاجرین فقراء کے لیے جنہیں ان کے گھروں سے نکال دیا گیا)۔اس آیت میں مکہ کے گھروں کو مہاجرین کے گھر قرار دیا گیا۔جو واضح دلیل ہے کہ مکہ کے گھر ان کی ملکیت تھے۔اگر مکہ حرم ہونے کے ناطے کسی کی بھی ملکیت نہ ہوتا تو قرآن ان کے گھروں کو ان کا نہ قرار دیتا۔

(ب)فتح مکہ کے موقعہ پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **من دخل دار ابی سفیان فھو اٰمن** (جو ابوسفیان کے گھر داخل ہوجائے اسے امان حاصل ہے)(۴۶)نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیانؓ کے گھر کو ان سے ہی منسوب

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کیا اوران کا گھر قرار دیا۔ یہ ثابت کرتا کہ مکہ کے گھر وقف یا مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت نہیں ہیں۔

(ج) مشہور روایت کے مطابق نافع بن عبدالحرث نے صفوان بن امیہ سے ان کا گھر جیل خانہ بنانے کے لیے حضرت عمر بن خطابؓ کے حکم پر چار سو یا چار ہزار درہم میں خریدا۔(۴۷)

(د) حکیم بن حزامؓ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کو مکہ کا دارالندوہ ایک لاکھ درہم میں فروخت کیا۔(۴۸)

تحلیل و تجزیہ اور ترجیح:

اگر فریقین کے دلایل کا تجزیہ کیا جایے تو فریق ثانی کا موقف راجح محسوس ہوتا ہے کہ حرم کے گھروں کی بیع و کرایہ داری جائز ہے کیونکہ یہ گھر اپنے مالکان کی ملکیت ہیں اور انہیں اپنی مملوکہ چیز میں تصرف کرنا ہر مالک کا شرعی حق ہے جس سے اس کو روکا نہیں جا سکتا۔ فریق اول کے دلایل اس درجہ کے نہیں ہیں کہ جس کی وجہ سے شریعت کے عمومی حکم کو مکہ کی حدود میں منقطع کر دیا جائے۔ **جعلناہ للناس** سے استدلال درست نہیں کہ مکہ مسلمانوں کے لیے وقف ہے۔ قرآن نے تو پوری زمین کے بارے کہا ہے **ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا** (۴۹) (اس نے تمہارے لیے تخلیق کیا جو کچھ بھی زمین میں ہے)۔ اور قرآن نے **والمسجد الحرام الذی جعلناہ للناس** کہا ہے کہ مسجد حرام کو للناس بنایا گیا نہ کہ قرآن نے کہا **البلد الحرام الذی جعلناہ للناس**۔ اگر پورے مکہ پر یہ حکم لگا دیا جائے تو وہاں وراثت کا حکم بھی جاری نہیں ہو سکتا۔ مزید مسجد حرام کا حکم اگر مکہ کا قرار دے دیا جائے تو وہاں زوجین کے لیے ازدواجی تعلقات قایم کرنا حرام ہو جایے۔ فریق اول کے استدلال کا دارو مدار جن روایات پر ہے ان میں کوئی بھی استنادی اعتبار سے اس قابل نہیں کہ اس کے مقابلے میں جو صحابہ کرام کا عمل مضبوط اسناد سے منقول ہے، کو رد کر سکیں۔ اب مدینہ منورہ کی اراضی و رہائش گاہوں کو مکہ پر قیاس کرتے ہوئے یہی حکم سمجھا جائے گا کہ حرمِ مدینہ کے گھروں کی بیع و کرایہ داری جائز ہے۔ مدینہ منورہ میں صحابہ کرام کا وراثت کو تقسیم کرنا بھی اس کی دلیل ہے کہ حرم مدینہ میں موجود رہائش گاہیں وقف نہیں ہیں۔

۳۔ مدینہ میں شکار کے احکام

مدینہ میں شکار کے عدم جواز پر متعدد نصوص دلالت کرتی ہیں۔ سنن ابی داؤد میں ہے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا'' **ان رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **حرم ھذا الحرم، من اخذ احدا یصید فیہ فلیسلبہ ثیابہ** ''(۵۰) (بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو حرم قرار دیا جو کسی کو شکار کرتا پایے تو اس کو چاہیے کہ اس کے کپڑے چھین لے)۔ اسی طرح حضرت ابوھریرہؓ نے فرمایا: ''**فلو وجدت الظباء ما بین لابتیھا**

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ما ذعرتها" (۵۱) (اگر میں دو پتھریلے علاقوں کے درمیان سرزمین میں کسی ہرن کو چرتے پاؤں تو ہرگز اسے شکار نہ کروں)

عموماً فقہاء کی رائے یہی ہے کہ مدینہ میں شکار کرنا ناجائز ہے البتہ مالکیہ کی رائے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ وہ مدینہ کے مستقل باشندوں کے لیے اس کے جواز کے قایل ہیں۔ اگر کوئی مدینہ میں شکار کرے تو اس کے لیے کیا کوئی شرعی کفارہ ہے؟ اس میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں بعض کے نزدیک یہ یمین غموس کی طرح ہے جس کا کوئی کفارہ نہیں۔ اسکو استغفار کرنا چاہیے اور اگر حاکم کو معلوم ہو جائے تو شکار کرنے والے کو ڈانٹ ڈپٹ کرے۔ بعض کے نزدیک جن میں ابن نافع شامل ہیں مدینہ میں شکار کرنے والے پر اسی طرح کفارہ واجب ہے جس طرح مکہ میں شکار کرنے والے پر ہے۔ (۵۲)

۴۔ مدینہ کی مٹی اور پتھر باہر لے جانے کا شرعی حکم

بعض علماء کی رائے میں مدینہ کی مٹی اور پتھر باہر لے جانا شرعاً حرام ہے۔ الاقناع میں ہے

"**یحرم نقل تراب من الحرمین او احجار او عمل من طین احدهما کا لاباریق وغیرها الی الحل فیجب رده الی الحرم**" (۵۳) (وہ حرام قرار دیے رہے ہیں کہ حرمین (مکہ و مدینہ سے مٹی یا پتھر باہر منتقل کیے جائیں یا ان دونوں علاقوں کے گارے سے کوئی کام باہر لیا جائے۔ مثلاً اس کی مٹی کا گھڑا بنا کے باہر لے جانا۔ اس حرم کی زمین کی جانب لوٹانا واجب ہے)

مدینہ کے احترام میں یہ بات درست ہے کہ اس کی مٹی یا احجار کی بیرون منتقلی کو منع کیا جائے لیکن اس کو ضرورت کے ساتھ منسلک کرنا ضروری ہے۔ تا کہ اگر مدینہ میں بڑا تعمیری کام کیا جائے اور مٹی کو باہر منتقل کرنا مجبوری ہو تو اس کی حرمت کا حکم رکاوٹ نہ بنے۔

۵۔ مدینہ کے اشجار و نباتات کا شرعی حکم

مدینہ میں قطع اشجار و نباتات کا حکم عدم جواز کا ہے جیسا کہ درج ذیل روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کو حرم قرار دیا اور فرمایا "**لا یقطع شجرها**" (۵۴) (اس کے درخت نہ کاٹے جائیں)۔ حضرت ابوسعید خدریؓ نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "**ولا تخبط فیها شجرة الا لعلف**" (۵۵) (اس کا کوئی درخت نہ کاٹا جائے مگر چارہ کے لیے)۔

البتہ علماء کے نزدیک حرم مدنی میں قطع اشجار و نباتات کا عدم جواز مکہ کی مثل نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ روایات ہیں حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کو حرم قرار دیا تو لوگوں نے عرض کیا ہم کھیتی باڑی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اور کام کاج والے لوگ ہیں۔ اپنی زمین کو سیراب بھی کرتے ہیں۔ ہمارے پاس اپنی ان زمینوں کے علاوہ اور کوئی اراضی بھی نہیں اس لیے ہمیں رخصت عطا فرمائیے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ دو تلوار کے دستوں کی لکڑی، کجاووں اور محمل کیے لیے لکڑی، دروازوں کے چوکھاٹ کی لکڑی، تخت وغیرہ کے لیے لکڑی، اس کے علاوہ نہ کاٹی جائے'' (۵۶)۔ اسی طرح چارے کے لئے شاخوں کے کاٹنے اور درختوں کے پتے لینے کی بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ولا یصلح ان یقطع منها شجرة الاان یعلف رجل بعیره'' (۵۷) (یہ درست نہیں کہ اس کے کسی درخت کو کاٹا جائے البتہ آدمی کو اپنے اونٹ کے چارہ لینے کی اجازت ہے)۔ مکہ میں سرسبزی مفقود ہے قرآن نے خود اسے ''وادغیر ذی زرع'' (۵۸) کہا ہے اس لیے اس میں اشجار و نباتات کو قطع کرنے سے سختی سے روک دیا گیا۔ مدینہ منورہ چونکہ شاداب علاقہ ہے اس لیے یہاں اشجار و نباتات کے کاٹنے کی ممانعت میں نسبتاً نرمی برتی گئی۔

حرمِ مکی و مدنی میں شرعی فروق

۱۔ مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے لیے احرام کی پابندی نہیں ہے لیکن مکہ مکرمہ میں احرام کے بغیر داخل ہونا درست نہیں۔

۲۔ طوافِ کعبہ کا حکم مکہ سے متعلق ہے جب کہ مدینہ میں کوئی ایسا مقام نہیں جس کا طواف مشروع ہو۔ قبر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طواف درست نہیں۔

۳۔ سعی اور قربانی کے احکامات مدینہ میں نہیں ہیں۔

۴۔ مکہ میں داخلے کے لیے احرام کے مقامات شرعاً مقرر ہیں لیکن مدینہ کا کوئی میقات نہیں۔

توسیع مدینہ کی شرعی حیثیت

مدینہ منورہ کو انتظامی ضرورت کے تحت وسیع کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن حرم میں توسیع ممکن نہیں اور کسی کا دعویٰ یہ ہو کہ مدینہ میں توسیع سے حرم کی توسیع مراد ہے تو یہ شرعاً باطل ہے۔ کسی غیر نبی کو اس کا استحقاق نہیں کہ کسی جگہ کو حرم قرار دے یا مکی و مدنی حرمین میں توسیع کر دے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن حدود کو حرم مدینہ کی تعیین کے لیے شناخت کے طور پر بیان فرمایا ہے ان میں سرمو تبدیلی ممکن نہیں۔ کیا شرعاً ان علاقوں پر مدینہ کا اطلاق درست ہوگا جو توسیع مدینہ کے نتیجے میں شامل ہوں اور وہ علاقے حرم سے باہر ہوں؟ ان علاقوں کو مدینہ کہنے میں احتیاط ضروری ہے کیونکہ اگر ان علاقوں پر مدینہ کا اطلاق ہوسکتا تو شرعاً یہ بھی جائز ماننا پڑے گا کہ کوئی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

بھی فرد کسی علاقے میں مسجد بنا کے اس کا نام ''مسجد نبوی'' رکھ سکتا ہے، چاہے اس کا مقصود صرف نام کی مشابہت اختیار کرنا ہو اپنی تعمیر کردہ مسجد کو مسجد نبوی سمجھنے کا باطل اعتقاد نہ رکھتا ہو۔ اسی طرح یہ بھی اجازت دینا ہوگی کہ کسے نئے آباد ہونے والے شہر کا نام ''مدینہ'' رکھ دیا جائے۔ اگرچہ مدینہ کی توسیع میں مدینہ کے ملحق ہونے کے باعث ان علاقوں کو ایک شرف تو حاصل ہے لیکن وہ مدینۃ النبی کہلانے کے حق دار نہیں ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ابراھیم۔۳۷　۲۔الحج۔۲۷

۳۔آل عمران۔۹۶

۴۔ابن منظور، محمد بن مکرم، الافریقی، لسان العرب، دار صادر بیروت، ۱۴۱۴ھ، ج ۱۲، ص ۱۲۲ تا ۱۲۷

۵۔العنکبوت۔۶۷

۶۔یہ تعریف ہماری اپنی تخلیق کردہ ہے کیونکہ حرم کی اصطلاحی تعریف جامع ومانع کسی نے بھی نہیں کی۔ایک تعریف جو مطلق ہے وہ تقریباً لغوی معنی کے مترادف ہے، اس طرح ہے۔

وھو ما یجب احترامه ولایحل انتهاکه وهو یرادف الممنوع والحرام نقیض الحلال (محمد عابد، شیخ، حاشیۃ ھدایۃ الناسک علی توضیح المناسک، طبع الجامعۃ الاسلامیۃ، لیبیا، ۱۹۶۹ء، ص ۴)

جبکہ دوسری تمام اصطلاحی تعریفات صرف مکہ مکرمہ کو مدنظر رکھ کر کی گئی ہیں، جن سے مدینہ خارج ہو جاتا۔ جیسے علامہ کاسانیؒ اور الماوردی نے کی ہے۔ دیکھیے ان کی درج ذیل کتب:

الف ۞ الکاسانی، علاء الدین، ابوبکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع دوم، ۱۹۸۶ء، ج ۲، ص ۱۱۴،

ب ۞ الماوردی، ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب البصری، الاحکام السلطانیۃ والولایات الدینیۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، س۔ن، ص ۲۰۸

۷۔البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح المسند، تحقیق: محمد زھیر بن ناصر الناصر، دار طوق نجاۃ، بیروت، ۱۴۲۲ھ، حدیث نمبر ۲۱۲۹، ج ۳، ص ۶۷

۸۔ایضاً، حدیث نمبر ۵۴۲۵، ج ۷، ص ۷۶　۹۔ایضاً، حدیث نمبر ۷۳۰۶، ج ۹، ص ۱۰۰

۱۰۔النیشاپوری، مسلم بن حجاج، المسند الصحیح المختصر (المعروف صحیح مسلم)، تحقیق: محمد فواد عبد الباقی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، حدیث نمبر ۱۳۷۴، ج ۲، ص ۱۰۰۳

۱۱۔ایضاً، حدیث نمبر ۱۳۷۵　۱۲۔ایضاً، حدیث نمبر ۱۳۷۰، ج ۲، ص ۱۱۴۷

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۱۳۔الشیبانی، ابوعبداللہ، احمد ابن حنبل، المسند، تحقیق: شعیب الارناؤط، عادل مرشد وآخرون، مؤسسة الرسالة، بیروت، ۲۰۰۱ء، حدیث نمبر: ۷۷۵۴، ج ۱۳، ص ۱۷۷

۱۴۔المسند الصحیح المختصر (المعروف صحیح مسلم)، حدیث نمبر ۱۳۶۴، ج ۲، ۹۹۳

۱۵۔الجامع الصحیح المسند (صحیح بخاری)، حدیث نمبر ۱۸۶۹، ج ۳، ص ۲۰

۱۶۔مدینۃ النبی، ص ۹۵

۱۷۔الطبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، تحقیق: حمدی بن عبد المجید السّلفی، مکتبہ ابن تیمیۃ القاہرہ، ۱۹۹۴ء، حدیث نمبر ۲۰۸، ج ۱۳، ص ۱۷۰

۱۸۔رانا محمد اسحاق، رانا خالد مدنی، مدینۃ النبی، ادارہ اشاعت اسلام، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۹۵

۱۹۔السامرائی، مھدی صالح، احکام الحرمین المکی و المدنی فی الفقہ الاسلامی، کلیۃ العلوم الاسلامیۃ، بغداد، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء، ص ۲۴۸

۲۰۔الجصاص، احمد بن علی، ابوبکر الرازی، احکام القرآن، تحقیق: عبدالسلام محمد علی شاھین، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء، ج ۳، ص ۱۱۵

۲۱۔الزحیلی، وحبۃ بن مصطفیٰ، التفسیر المنیر، دارالفکر المعاصر، بیروت، ۱۴۱۸ھ، ج ۱۰، ص ۱۶۹

۲۲۔التوبہ۔۲۸ ۲۳۔ایضاً

۲۴۔الجصاص، ابوبکر احمد بن علی الرازی، احکام القرآن، تحقیق: عبدالسلام محمد علی شاہین، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، ۱۹۹۴ء، ج ۳، ص ۱۱۵

۲۵۔الجامع الصحیح المسند (صحیح بخاری)، حدیث نمبر ۴۶۲، ج ۱، ص ۹۹

۲۶۔الطحاوی، ابو جعفر، احمد بن محمد، شرح معانی الآثار، محمد زھری النجار، محمد سید جاد الحق، طبع اول، ۱۴۱۴ھ، حدیث نمبر ۹، ج ۱، ص ۱۳

۲۷۔ابن ہشام، ابو محمد جمال الدین، عبد الملک، السیرۃ النبویۃ، تحقیق: مصطفیٰ السقا، ابراھیم الابیاری و عبد الحفیظ الشلبی، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ، مصر، طبع دوم، ۱۹۵۵ء، ج ۲، ص ۳۹۷

۲۸۔احکام الحرمین المکی والمدنی فی الفقہ الاسلامی، ص ۲۵۰

۲۹۔شافعیہ کے موقف کے لیے دیکھیے: فتوحات الوھاب بتوضیح شرح منھج الطلاب (المعروف بحاشیۃ الجمل)، الجمل، سلیمان بن عمر بن منصور العجیلی، دار الفکر بیروت، س۔ن۔ ج ۵ ص ۲۱۵

حنابلہ کے موقف کے لیے: ابن قدامہ، ابو محمد، عبداللہ بن احمد، المقدسی، المغنی، مکتبۃ القاہرہ، ۱۹۶۸ء، ج ۹، ص ۳۵۸

۳۰۔الشافعی، ابوعبداللہ، محمد بن ادریس، تفسیر الامام الشافعی، تحقیق: احمد بن مصطفیٰ الفران، دار التدمریہ، السعودیۃ، طبع

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اول،۲۰۰۶ء، ج۲،ص۹۰۹

۳۱۔القسطلانی، ابوالعباس شہاب الدین احمد بن محمد، ارشاد الساری الی شرح صحیح البخاری، دار صادر بیروت، طبع سادس، ۱۳۰۴ھ، ج۱،ص۴۵۵

۳۲۔احکام الحرمین المکی والمدنی فی الفقہ الاسلامی، ۳۰۸

۳۳۔المبارکفوری، ابوالحسن عبیداللہ بن محمد عبدالسلام، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ادارہ بحوث العملیہ والدعوۃ و الافتاء، بنارس، طبع ثالث، ۱۹۸۴ء، ج۹،ص۵۳۷

۳۴۔الجامع الصحیح المسند (صحیح بخاری)، حدیث نمبر ۶۰۲۵، ج۸،ص۱۲

۳۵۔الصنعانی، ابوبکر عبد الرزاق بن ہمام، المصنف، تحقیق: حبیب الرحمان اعظمی، المکتب الاسلامی، بیروت، طبع دوم، ۱۴۰۳ھ، حدیث نمبر ۹۹۸۵، ج۶،ص۵۴

۳۶۔مالک بن انس، الموطا، تحقیق: محمد مصطفیٰ الاعظمی، مؤسسۃ زاید بن سلطان، ابوظبی، طبع اول، ۲۰۰۴، حدیث نمبر ۲۰، ج۱،ص۲۵۷

۳۷۔الجامع الصحیح المسند (صحیح بخاری)، حدیث نمبر ۳۰۵۳، ج۴،ص۶۹

۳۸۔النووی، ابوزکریا، محی الدین یحیٰ بن شرف، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، دار احیاء التراث العربی، بیروت، طبع دوم، ۱۳۹۲ھ، ج۱۰،ص۲۱۳

۳۹۔الکاسانی، علاء الدین، ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۸۶ء، ج۵،ص۱۴۶،

البہوتی، منصور بن یونس، کشاف القناع عن متن الاقناع، دار الکتب العلمیہ، بیروت، س۔ن، ج۳،ص۱۶۰

۴۰۔الحج۔۲۵

۴۱۔ابن ابی الشیبہ، ابوبکر عبداللہ بن محمد، المصنف، تحقیق: محمد عوامۃ، دار القبلۃ، بیروت، س۔ن، حدیث نمبر ۱۴۸۹۸، ج۸،ص۵۱۰

اسنادہ ضعیف لارسالہ (یہ حدیث سنداً ضعیف ہے کیونکہ اس میں ارسال پایا جاتا۔ کیونکہ مجاہد براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نقل فرمارہے ہیں)

۴۲۔الدارقطنی، ابوالحسن علی بن عمر، سنن الدارقطنی، تحقیق: شعیب الارنووط، حسن عبدالمنعم شلبی، عبداللطیف حرزاللہ، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۲۰۰۴، حدیث نمبر ۳۰۱۸، ج۴،ص۱۳ (اس روایت میں اسماعیل بن ابراھیم بن مھاجر ضعیف ہے۔ اس کو اس کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا)

۴۳۔ابن ماجہ، ابوعبداللہ، محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، تحقیق: محمد فواد عبدالباقی، دار احیاء الکتب العربیہ، حدیث

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

نمبر ۳۱۰۷، ج ۲، ص ۱۰۳۷ (قال المحقق فواد عبدالباقی: وھذا الحدیث ضعیف، قال الالبانی ضعیف)

۴۴۔ النووی ابوزکریا یحیٰی بن شرف، المجموع شرح المھذب، دارالفکر بیروت، س۔ن، ج ۹، ص ۲۴۹

۴۵۔ الحشر۔ ۸

۴۶۔ المسند الصحیح المختصر (المعروف صحیح مسلم)، حدیث نمبر ۱۷۸۰، ج ۳، ص ۱۴۰۵

۴۷۔ الفاسی، ابوالطیب، محمد بن احمد، شفاء الغرام باخبار البلد الحرام، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۰ء، ج ۱، ص ۴۴

۴۸۔ الحموی، ابوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ، معجم البلدان، دارصادر بیروت، ۱۹۹۵ء، ج ۲، ص ۴۲۳

۴۹۔ البقرۃ۔ ۲۹

۵۰۔ السجستانی، ابوداؤد سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، تحقیق: محمد محی الدین عبدالحمید، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، س۔ن، حدیث نمبر ۲۰۳۷، ج ۲، ص ۲۱۷

۵۱۔ المسند الصحیح المختصر (المعروف صحیح مسلم)، حدیث نمبر ۱۳۷۲، ج ۲، ۱۰۰۰

۵۲۔ الصاوی، ابوالعباس احمد بن محمد الخلوتی المالکی، بلغۃ السالک لاقرب المسالک المعروف بحاشیۃ الصاوی علی الشرح الصغیر، دارالمعارف، س۔ن، ج ۲، ص ۱۱۱

۵۳۔ الشربینی، محمد بن احمد الخطیب، الشافعی، الاقناع فی حل الفاظ ابی شجاع، دارالفکر، بیروت، س۔ن، ج ۱، ص ۲۷۱

۵۴۔ الجامع الصحیح المسند (صحیح بخاری)، حدیث نمبر ۱۸۶۷، ج ۳، ص ۲۰

۵۵۔ المسند الصحیح المختصر (المعروف صحیح مسلم)، حدیث نمبر ۱۳۷۴، ج ۲، ۱۰۰۱

۵۶۔ کشاف القناع عن متن الاقناع، ج ۲، ص ۴۷۴

۵۷۔ سنن ابی داؤد، حدیث نمبر ۲۰۳۵، ج ۲، ص ۲۱۶　　　۵۸۔ ابراھیم۔ ۳۷

☆☆☆☆☆☆

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.